
مولانا آزاد لائبریری
مسلم یونیورسٹی علی گڑھ
ڈاکٹر رام بابو سکسینہ کلکشن
(عطیہ: مسز آفتاب سکسینہ)

~~title~~

Title - Armughaan Mehboob.
Creator - Raja Narsingh Raj Bahadur Aali
Publisher - Taj Press (Hyderabad)
Date - 1350
Pages - 72
Subjects - Urdu Shayari - Kulliyat-o-Dawaween

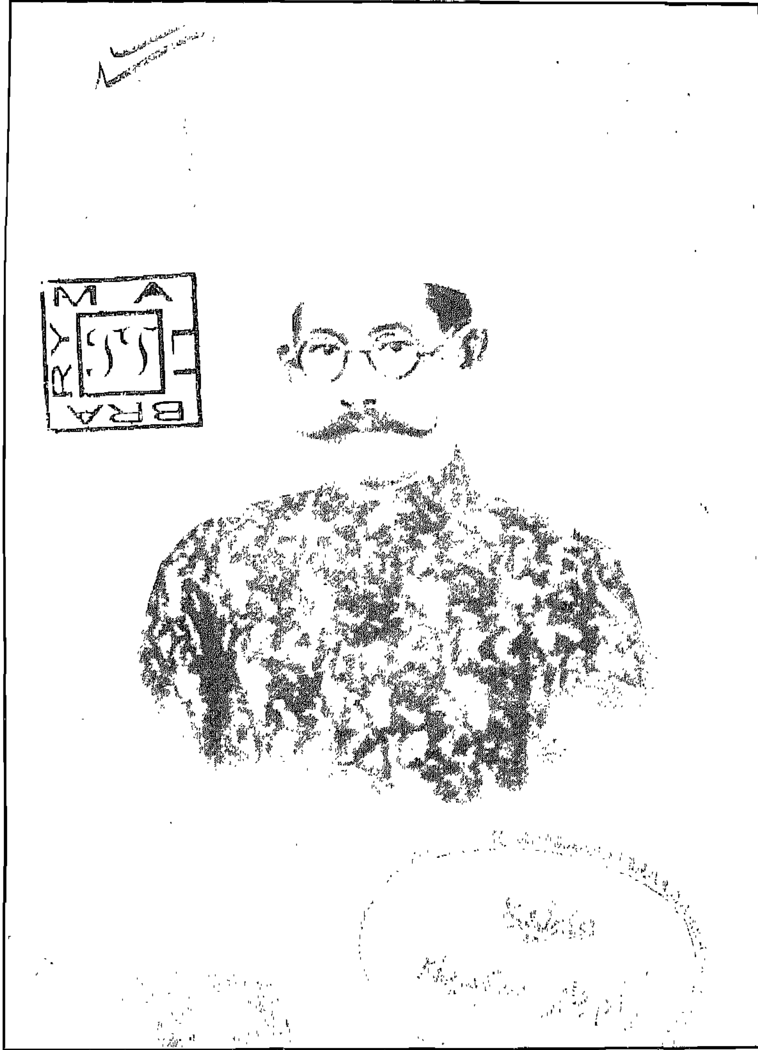
دفتر غم و الم کا ہی داستان محجوب
ہی لفظ لفظ اسکا آہ و فغان محجوب

ارمغان محجوب

۱۳۵۰ھ

عالی کے درد دل کے جذبات ہیں سموئے
ہر دردمند دیکھے گا یہ ارمغان محجوب

سن اعمال سے اخلاق و کرم سے محبوب - یاد آتا ہے بشر بعد فنا یاد رہ



پتہ کیا مٹنے والوں کا ملے محبوب دنیا میں
نشان باقی نہ ہونا ہی نشان ہے بے نشانی کا -

رائے محبوب راج "محبوب"



رباعیاتِ حمید

(مصنفہ راجہ نرسنگھ راج بہادر عالیؔ)

یارب جو کہوں منہ سے سخن تیرا ہے — سب جسم ترا اور دہن تیرا ہے
اس دہر کے رنگ ورنگ گلہائے عجیب — یارب یہ ہیں سب جس چمن تیرا ہے

(۲)

مسکین بیکس کا ہے سہارا مولے — ہے ڈوبنے والوں کا کنارا مولے
عالیؔ کا یہی ہے اعتقادِ راسخ — گر دکھ بھی تو دے تو ہے ہمارا مولے

(۳)

پوشیدہ ہے گو جلوہ عیاں تیرا ہے — کثرت ہو کہ وحدت ہو نشاں تیرا ہے
کس کے دل میں نہیں ہے تیرا مسکن — کس کے لب پہ نہیں بیاں تیرا ہے

(۴)

میں وصف کروں کس سے زباں تیری ہے — اور دی بھی طاقتِ بیاں تیری ہے
عالیؔ کا خداوند ہے دل کا مالک — تن تو نے دیا ہے تن میں جاں تیری ہے

مرثیۂ برادر

مُصنّفہ

راجہ نرسنگھ راج بہادر عالیؔ

یہ دُھن کوچ کی دل میں کیسی سمائی — دیا مجھ کو بے وقت داغِ جدائی
مری کونسی بات تم کو نہ بھائی — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۲)

وہ حسنِ جوانی وہ شانِ برادر — مجسم محبّت وہ جانِ برادر
سناؤں کسے داستانِ برادر — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۳)

تھی صورت بہت بھولی بھالی تمہاری — محبّت تھی سب سے نرالی تمہاری
وہ تصویر کس نے چھپا لی تمہاری — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۴)

معاون تھے بالذات بچپن سے میرے — رہے پاس دن رات بچپن سے میرے

دیئے ہات میں ہات بچپن سے میرے — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۵)

مجھے ایک بس اپنا تم جانتے تھے — بجائے پدر مجھ کو گردانتے تھے

مری بات ہر وقت تم مانتے تھے — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۶)

تمھاری مروت کا قائل جہاں ہے — تمھاری شرافت ہر اک پر عیاں ہے

تمھاری محبت کا ہر جا بیاں ہے — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۷)

نہ ہمت تمھاری میسر کسی کو — نہ جرأت تمھاری میسر کسی کو

نہ الفت تمھاری میسر کسی کو — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۸)

فدائے سخن اور سخن سنج تھے تم — شرافت کے اک بے بہا گنج تھے تم

شریک غم و راحت و رنج تھے تم — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۹)

تری جان تھی مطمئن جان میری — محبت پہ تھی جان قرباں کی
بجز تیرے باقی نہیں شان میری — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۱۰)

عدالت میں میری نہ سوئے کبھی تم — محبت سے چھپ چھپ کے روئے کبھی تم
نہ پاس آئے بے اشک دھوئے کبھی تم — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۱۱)

ثنا گو تھے تم شاہ عثماں کے دائم — وفاداری و جاں نثاری پہ قائم
تنفر تھا اس سے کرے جو جرائم — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۱۲)

ہے ایوان شاہ داد مجلس سخن کی — یہ کہتے تھے ہے قدر یاں اہل فن کی
بتاؤ کہ اب سیر ہے کس چمن کی — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۱۳)

ہمیشہ قضا کو کیا یاد تم نے — کیا جلد یوں خود کو آزاد تم نے
کسی کی سنی کچھ نہ فریاد تم نے — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۱۴)

نہ جانے زہریلا آیا تھا کیسا — طبیبوں کو جس میں ہوا تھا دھوکا

پیام اجل آ گیا وا دریغا — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۱۵)

طبیعت بگڑ کر سنبھلنے لگی تھی — نہ تھی پہلے پھر نبض چلنے لگی تھی

ہوئی سیدھی گردن جو ڈھلنے لگی تھی — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۱۶)

تھے صحت کی امید میں سب اطبا — یہی جانکر خوش تھے سارے اعزا

نہ جانبر ہوئے تم نہ نکلی تمنا — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۱۷)

دوائے نہ اپنا اثر کچھ دکھایا — کئے ڈالی و رجینٹ کچھ کام آیا

بڑوں کی نہ نیکی نے تم کو بچایا — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۱۸)

مہینہ تھا بھادوں کا تیرہ بھی تھی پیر — قضا نے کیا آکے کس طرح بیکس

یہ کردیتی ہے سب کو مجبور و بے بس — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۱۹)

تھی تاریخ چوتھی مہینہ تھا آبان
سن و سال چالیس فصلی کا مہماں
ہوا پنجشنبہ کو رحلت کا ساماں
مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

[illegible]

(۲۰)

ہلالی ربیع دوم کا مہینہ
تھی چھبیسویں[۲۶] اس کی تاریخ اے وا
جدائی کی ساعت ہوئی ساڑھے گیارہ
مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

[illegible]

(۲۱)

ترا نام محبوب حق نے رکھا تھا
وہ محبوب تھا جان ملک کن کا
تو عالم کا محبوب کیونکر نہ ہوتا
مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

[illegible]

(۲۲)

یہ افسوس تھا گیارہویں کا مہینہ
خدا کے وہ محبوب دیں کا مہینہ
مقدس ہے یہ روزیں کا مہینہ
مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۲۳)

تمہیں نام کی لاج کیسے پڑی تھی
مگر ہے غضب موت سر پر کھڑی تھی
جدائی کی وہ پیش نازک گھڑی تھی
مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۲۴)

امیدوں پہ افسوس ہے خاک ڈالی — جدائی کی یہ طرح تم نے نکالی

کہ خود چھپ رہے اپنی صورت چھپالی — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۲۵)

مجھے داغ غم دیکے ایسا رلایا — کہ اب رحم کھاتا ہے اپنا پرایا

مصیبت پہ میری ترس کچھ نہ آیا — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۲۶)

ترے لب پہ یوں تو ہمیشہ ہنسی تھی — دم مرگ پر ہائے کیا بے بسی تھی

عزیزوں میں کیا جان تیری پھنسی تھی — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۲۷)

محبت میں کیسے دغا دے گئے تم — تمنائیں دل کی سبھی لے گئے تم

ہمیں چھوڑ کر پاس کسکے گئے تم — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۲۸)

تمھاری سعادت سے خوشدل تھی مادر — بہت تم سے خوش تھے پدر اور برادر

تمھارے تھے شیدائی زن اور خواہر — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۲۹)

تمہیں لوڑھی ماں ہی کا کچھ پیار آیا
نہ بچوں کا بیوی کا کچھ پاس آیا
نہ بدبخت بھائی کا کچھ پاس آیا
مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۳۰)

جنک اور گرد ہر کو تم نے بھلایا
تمہیں وشنو بیشر بھی یاد آیا
نہ کرپا نہ دھرما نہ یاد آئی بابا
مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۳۱)

لگائے شجر حیف پھل بھی نہ کھائے
جوانی کے ارمان نکلنے نہ پائے
گئے تم تڑپتے ہیں اپنے پرائے
مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۳۲)

ہمیشہ رہے یاد ہر ہر کی کرتے
رہے شیام اور رام کا دم ہی بھرتے
انہی کا وظیفہ پڑھا مرتے مرتے
مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۳۳)

جو بگڑا تھا گھر اب سنبھلنے لگا تھا
نہ باقی کا گلزار پھلنے لگا تھا
زمانہ کو تمہارا رشک جلنے لگا تھا
مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۳۴)

کسے اپنے دل کی میں حالت دکھاؤں — کہانی کسے اپنے غم کی سناؤں

میں اب روٹھی قسمت کو کیونکر مناؤں — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۳۵)

تمھیں ہم تو روتے ہیں تم ہنس رہے ہو — کہ بیکنٹھ میں جا کے اب بس رہے ہو

ہمیں غم کی زنجیر میں کس رہے ہو — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۳۶)

تو زندہ تھا زندہ دلوں میں ہمیشہ — تری روشنی محفلوں میں ہمیشہ

میں تڑپونگا اب بلبلوں میں ہمیشہ — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۳۷)

تم ہو دل کے مالک و راج اٹھو — ڈھلا دن بہت سو چکے آج اٹھو

تمھیں یاد کرتے ہیں مہاراج اٹھو — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

مراد از مہاراج
مہاراجہ سر کشن پرشاد
بہادر یمین السلطنت
پیشکار و صدر اعظم

(۳۸)

زباں بند کر کے کہاں سو گئے ہو — مروت سے کیوں منحرف ہو گئے ہو

کہاں ڈھونڈوں تم کو کہاں کھو گئے ہو — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(٣٩)

گھٹایا محبت کو اتنا بڑھا کر — ملا خاک میں مجھ کو جلوہ دکھا کر

گلے سے مرے پھر لپٹ جا تو آ کر — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(٤٠)

عزیزوں سے منہ موڑ کر چل بسا تو — اکیلا مجھے چھوڑ کر چل بسا تو

مری آس کو توڑ کر چل بسا تو — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(٤١)

میں کس سے کروں تیری فریاد بھائی — سناؤں کسے تیری بیداد بھائی

تری یاد کر دے گی برباد بھائی — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(٤٢)

بتائے کوئی ایسا بھائی کہاں ہے — اگر بھائی ہو بھی فدائی کہاں ہے

فدائی جو ہو دلربائی کہاں ہے — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(٤٣)

مجھے کون اب بھائی کہہ کر پکارے — لگائے گا اب کون مجھ کو کنارے

میں زندہ رہوں ہائے کس کے سہارے — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۴۴)

نہیں قوت بازو اب کیا کروں میں — جیوں کچھ دنوں یا تڑپ کر مروں میں
نہیں صبر کی سل کہ دل پر دھروں میں — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۴۵)

کہاں جا کے ذکر تباہی کروں گا — میں قسمت کی کیا دادخواہی کروں گا
میں کیا جی کے اب یا الٰہی کروں گا — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۴۶)

کبھی سر کو ٹکرا کے میں پھوڑتا ہوں — کبھی غم کی شدت سے دم توڑتا ہوں
ملے تو تو دنیا کو میں چھوڑتا ہوں — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۴۷)

میں تقدیر کے بل پہ اب جی رہا ہوں — لہو کے فقط گھونٹ میں پی رہا ہوں
جدائی کے زخموں کو یوں سی رہا ہوں — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۴۸)

خدا دے اگر ایسا بھائی کسی کو — دکھائے نہ اس کی جدائی کسی کو
نہ دے درد بے اعتنائی کسی کو — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۴۹)

جو ہونا ہے ہوتا ہے، کیا پیش کیا کم — مگر مجھ کو اس بات کا ہے، بڑا غم
ملو گے نہ ہم سے کہاں تم کہاں ہم — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۵۰)

مرے دوست احباب سن لیں کہ کیا ہے — یہ عالیؔ کے مجروح دل کی صدا ہے
یہ محبوب کا ماتمی مرثیا ہے — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

نوحۂ برادر

مصنفہٗ

ایضاً

مرے پیارے بھائی نے دل توڑا کر — کیا کوچ اس خلق سے ہاتھ اٹھا کر
امیدوں کی کشتی کو میری ڈبویا — غم و ہم کے دریا میں تم نے بہا کر
اگر پیارے بھائی تھی مجھ سے محبت — ہنسانے کے بدلے گئے کیوں رلا کر
تمھیں پاس اس کا ذرا بھی نہ آیا — کہ وعدے کئے کیا تھے تم نے جتا کر
جو امید ہوتی چلے آؤ گے تم — تمھیں ڈھونڈھتا اپنی آنکھیں بچھا کر

نہ آیا تجھے رحم اے مرنے والے
ہوا خاک تو ہم کو زندہ جلا کر

بہت سی امیدیں تھیں وابستہ تم سے
گئے سبز باغ ایسے اپنے دکھا کر

مرے دل کی رنجش کو تم نے مٹایا
گئے روٹھ خود حبیب مجھ کو منا کر

نہ محبوب سا بھائی ہوگا جہاں میں
فدا ہو گیا ہائے خود کو مٹا کر

وہ مرقد کے اشعار اب کیا پڑھوگے
رلایا تھا تم نے جو سب کو سنا کر

تو یعنی برادر تھا محبوب بھائی
نظر کھا گئی کس کی یوں قہر ڈھا کر

مرے پوچھنے والے جس ہو کہیں
گیا چین سے کس طرح منہ چھپا کر

محبت کا پتلا کہیں تجھ کو کیونکر
بڑے بھائی کو مار ڈالا جلا کر

جو مرنا تھا پھر کیوں محبت بڑھائی
گھٹایا محبت کو تو نے بڑھا کر

ترے دوست دشمن تجھے چاہتے تھے
کہ رکھا تھا دنیا میں سب کو بنا کر

مرے زخم دل کیلئے کچھ نہ چھوڑا
محبت کا نایاب مرہم بنا کر

یہ کہنا ترا میں نہ بھولوں گا بھائی
اٹھانا نہ ہرگز مجھے تم سلا کر

ترا ساتھ کھانا ترا ساتھ رہنا
میں زندہ رہوں دل لیے کیونکر بھلا کر

مرے دل کو بہلاتا تھا تو ہمیشہ
کبھی ہنسا کر کبھی وہ سنا کر

مجھے زیست کی کچھ بھی خواہش نہیں ہے
کہا تو نے مہراج کو یہ سنا کر

نظر پھیر لی تم نے سارے جہاں سے
رسیلی وہ آنکھیں کفن میں چھپا کر

نظر پھر نہ آئی وہ صورت تمہاری
کہاں لے گئے لوگ نہلا دُھلا کر

دغا بھی جو دینا تھا کہدیتے مجھ سے
بچھڑنا نہ لازم تھا مجھ کو ستا کر

ترس بھی تجھے بوڑھی ماں پر نہ آیا
گیا آٹھ آٹھ آنسو اُس کو رُلا کر

بڑے ناز سے تجھ کو جس ماں نے پالا
اُسی کو دیا داغ یہ قہر ڈھا کر

تری بیوی کا حال کیسا بُرا ہے
ذرا رحم کر آنکھ اپنی تو وا کر

ترے چھوٹے بچے بلکتے ہیں تجھ بن
گیا کس طرح اُن کو دل سے بُھلا کر

بھروسہ یہ کس کے ہے بچوں کو چھوڑا
کہ خود مٹ گیا تو یہ نقشہ جما کر

تمہارے لئے کب یہ زیبا تھا بھائی
اکیلا مجھے چھوڑ جانا رُلا کر

ترے واسطے کرتا جو مجھ سے ہوتا
سمجھتا جو یہ تو پھر آئے گا جا کر

تجھی نے دیا ہے مجھے دردِ فرقت
تو ہی بھائی اس درد کی اب دوا کر

مرے سامنے مرنے کو جو کہا تھا
گیا ہائے تو مجھ کو وہ دن دکھا کر

کہیں کا نہ رکھا مجھے تو نے بھائی
محبت کا یوں اپنی بندہ بنا کر

اجل لے گئی اے وفادار بھائی ‏ سبق بے وفائی کا تجھ کو پڑھا کر

مجھے کاش تو اپنے ہمراہ لیتا ‏ تو میں سرخرو ہوتا دنیا میں آکر

وہاں جا کے بھی بھائی مجھ کو نہ بھولو ‏ گلے سے لگا لو مجھے اب بلا کر

پکاروں کسے کہکے میں پیارے بھائی ‏ کہوں کس سے امداد مجھ کو عطا کر

تو عالی کی سن عرض اے میرے مولا

اسے قید رنج والم سے رہا کر

نوحہ دیگر

مصنفہ

ایضاً

وہ عالی گھر ہمارے محبوب راجہ ‏ وہ فرخ سیر پیارے محبوب راجہ

بہت میری آنکھوں نے ڈھونڈا تمہیں ہائے ‏ نہ آئے نظر پیارے محبوب راجہ

میں شیدا تمہارا الم کیوں ہو گئے پھر ‏ جفا اسقدر ہمارے محبوب راجہ

میں زندہ ہوں لیکن یہ حالت ہے جیسے ‏ نہیں تن پہ سر پیارے محبوب راجہ

ہمیں چھوڑ کر اب کیا ہے یہ تم نے — کہاں کا سفر پیارے محبوب راجہ

ہمیں سے تھی الفت ہمیں سے محبت — کہیں سے صدا پیارے محبوب راجہ

دگر سب کو سمجھا تھا تیرے لئے ہیں — تو ہی تھا جگر پیارے محبوب راجہ

فرشتہ تھا تو تیری حالت تھی اعلیٰ — نہ تھا تجھ میں شر پیارے محبوب راجہ

محبت تری ہو کا دیگی یہ ہم کو — نہیں تھی خبر پیارے محبوب راجہ

بہت سادگی تھی تری زندگی میں — نہ تھا کرّو فر پیارے محبوب راجہ

نہ بھولونگا تیری محبت کی باتیں — کبھی عمر بھر پیارے محبوب راجہ

جدائی میں پیارے ہمیں ہائے رکتے — مرے اشک تر پیارے محبوب راجہ

تڑپتا ہے بخت بھائی تمہارا — کرو اک نظر پیارے محبوب راجہ

زمیں چھٹنا اور آسماں دور مجھ سے — میں ڈھونڈوں کدھر پیارے محبوب راجہ

کہ یہ زندگی کا مری فیصلہ تم — ادھر یا ادھر پیارے محبوب راجہ

مرے نوحہ غم کا تم پر ذرا بھی — نہیں کیوں اثر پیارے محبوب راجہ

زباں پر مری ورد بس نام تیرا — ہے شام و سحر پیارے محبوب راجہ

مجھے لپٹے میں چھوڑ دیا جیا لے کو — تجھے ناز کر پیارے محبوب راجہ

ترے ساتھی صرف انساں نہیں ہیں — ہیں دیوار و در پیارے محبوب راجہ

تجھی کو سمجھتا تھا میں گھر کا مالک — یہ کس کا ہے گھر پیارے محبوب راجہ

نہ دولت رہی اور نہ دو کے لٹ کے لک — رہا کس کا زر پیارے محبوب راجہ

نہیں کرتے باور ترے دوست ابتک — گیا تو گذر پیارے محبوب راجہ

ترے دم سے جو ہو رہا تھا سہانا — وہ سونا ہے گھر پیارے محبوب راجہ

فقط تو ہی تو مجھ کو آتا نظر ہے — میں دیکھوں جدھر پیارے محبوب راجہ

مری لے خبر گر ہے وسلے محبت — نہ تا خبر کر پیارے محبوب راجہ

سفر کرنے ہیں ہم سے کی تم نے سبقت — ہوئے راہبر پیارے محبوب راجہ

دوا کچھ نہ دی تم نے پر عمر بھر کو — دیا درد سر پیارے محبوب راجہ

دعائیں مرادیں جہاں بھر کی تجھکو — ہوئیں بے اثر پیارے محبوب راجہ

سبھی بزم میں ہیں اعزا احبا — نہیں تم مگر پیارے محبوب راجہ

کسی نے کہا بھی نہیں عمر تیری — ہے یوں مختصر پیارے محبوب راجہ

گئی میری طاقت گئی میری ہمت — ہوئے بال و پر پیارے محبوب راجہ

تمہارے سوا لاؤں اب میں کہاں سے — کوئی چارہ گر پیارے محبوب راجہ

تجھے رحم کچھ بھی نہیں ہائے آتا
مرے حال پر پیارے محبوب راجہ

بتا کتنے عرصہ کی محنت سے تو نے
بہم کی یہ سیر پیارے محبوب راجہ

ترے ایک جانے سے گھر بھر کی حالت
ہے نے زیر و زبر پیارے محبوب راجہ

ترے بیوی بچے تجھے چھینے یہاں تو
تری آس پر پیارے محبوب راجہ

نہ رکھوں عقیدہ کروں یا بھروسہ
کسی قول پر پیارے محبوب راجہ

میں کرتا نہیں چھوٹے بچوں کی خاطر
کبھی چشم تر پیارے محبوب راجہ

گذر کر دکھایا سبھی کو کہ دیکھیں
یہ ہے رہگذر پیارے محبوب راجہ

میں سمجھا تھا تیری محبت رہیگی
بہت بے ضرر پیارے محبوب راجہ

یہ دکھلایا تو نے نہیں ساتھ دیتے
برادر پسر پیارے محبوب راجہ

جو تھی زندگی تجھ سے پر امن و راحت
ہوئی پر خطر پیارے محبوب راجہ

ادھر جا کے کیوں سب کو تڑپاتا ہے تو
ادھر آ ادھر پیارے محبوب راجہ

گیا تو تو خوش چھوڑ کر جان میری
مصیبت کا گھر پیارے محبوب راجہ

مری آہ سے کانپتا تھا فلک بھی
نہیں اب اثر پیارے محبوب راجہ

ہیں برگ و گل و شاخ تیرے یہاں پر
نہیں اک شجر پیارے محبوب راجہ

نہ امید تھی جاؤ گے تم یہاں سے — مرے پیشتر پیارے محبوب راجہ
اجل کے مقابل تمہیں لیٹے دیکھا — مجھے سینہ سپر پیارے محبوب راجہ
جدائی کا تیری لگا ہائے نشتر — رگِ قلب پر پیارے محبوب راجہ
کرو چین جنت میں تم۔ اور ہم تڑپیں — یہاں خاک پر پیارے محبوب راجہ
دوا کون دے تیری فرقت میں مجھ کو — ہے دردِ جگر پیارے محبوب راجہ
ملے جن سے تم انکی تسخیر کر لی — تجھے جادو نظر پیارے محبوب راجہ
فدائی تھے مالک کے تم خاندانی — فدا ملک پر پیارے محبوب راجہ
شبِ غم تو کٹتی نہیں روتے روتے — کہاں ہے سحر پیارے محبوب راجہ
نہیں بحرِ عالم میں پایندہ اب تو — وہ روشن گہر پیارے محبوب راجہ
شجر دیکھنے کو ہرا ہے بھرا ہے — نہیں بار ور پیارے محبوب راجہ
دکھاؤ ذرا مجھ کو صورت پھر اپنی — کدھر ہو کدھر پیارے محبوب راجہ
ترا نوحہ سنکر کہاں تاب لائے — کسی کا جگر پیارے محبوب راجہ
ہے درد دل کا بڑا اتھا فسانہ — کیا مختصر پیارے محبوب راجہ
میں سب جانتا ہوں نہیں مانتا دل — ہے عالی بشر پیارے محبوب راجہ

رباعیات

مصنفہ

(ایضاً)

بھائی سے اگر دل کو لگایا تو نے — دھوکا عالی بڑا یہ کھایا تو نے
سچ ہے کہ محبت کا ہے انجام برا — اس کا صلہ درد و غم ہی پایا تو نے

(۲)

سمجھے تھے شریک کار بھائی ہوگا — معلوم نہ تھا کہ جدائی ہوگا
تقدیر پلٹ جائیگی اپنی عالی — کچھ اور ہی منشائے الٰہی ہوگا

(۳)

چھوٹا مرا محبوب سا بھائی بھائی — پاؤں گا کہاں ایسا فدائی بھائی
عالی کو جو آجاتی تو اچھا ہوتا — بے وقت قضا تیری آئی بھائی

(۴)

حب جاہ ہستی سے گذرنا اچھا — دنیا کا کوئی کام نہ کرنا اچھا
عالی یہ تیری بدنصیبی افسوس — بن بھائی کے جینے سے تو مرنا اچھا

(۵)

پاؤں کہاں محبوب سا بچا بھائی
مونس ہمدم رفیق شیدا بھائی
ہونے کو تو بھائی ہوتے ہیں بہت
مشکل سے ملا کرتا ہے ایسا بھائی

(۶)

کس کیلئے ہائے اب میں دنیا میں رہوں
دنیا کے مصائب کو سہوں صبر کروں
عالی جیتا تھا صرف جینے سے ترے
اب دونوں برابر ہیں جیوں یا کہ مروں

(۷)

بازو کا تھا زور میرا پیارا بھائی
تیرا ہی تھا بس مجھے سہارا بھائی
ملتا نہیں ایسا بھائی عالی سب کو
جس وصف کا تھا ہائے ہمارا بھائی

(۸)

تم یاد سے اپنی اب ستایا نہ کرو
غمگین ہوں میں غضب ڈھایا نہ کرو
عالی کو دیا خواب جہاں میں دھوکا
بہتر ہے کہ خواب میں آیا نہ کرو

سلسلۂ تواریخ

وفات رائے محبوب راج محبوب خلف اصغر راجہ گردھاری پرشاد بنسی راجہ

(محبوب نواز ونت باقی)

قطعۂ تاریخ طبع زاد ڈاکٹر رائے گوبند پرشاد صاحب احسن ایم اے یو ایس ایم ڈی

ہومیو (میڈلسٹ) ایم۔ بی۔ ایم۔ سی۔ ایم۔ پی۔ ایچ۔ سی۔ ایل وکیل

(در صنعت عجیب و غریب)

قضا کرد محبوب راجہ صد آہ
پئے یادگارش چو شد فکر سال
کہ تو در حسن خوب داری کمال
کنم آشکارا ز نام نکو
ز نامش تو یک حرف برگیر میم

شنیدم یکایک صدائے حزیں
ندا داد از غیب ہاتف چنیں
عیاں کن ز نامش تو سال حزیں
عجب صنعتے ہست ایں ہم ببیں
کہ حرفیست اول بنامش ہمیں

جُدا کن توہ ج[۳] از آخرش		پس آنرا بہم زن نتیجہ[۱۵] ببین

اگر سال ہجری ز احسان پرس
بزن آخریں[۱۵] را تو بر اولیں[۹۰]

$+۹۰ \quad (۵ + ۳ = ۱۵) = ۱۳۵۰$ ہجری

دیگر مصنفہ ایضاً

قضا کرد افسوس محبوب راج		ز احباب شد ج و د و آ
بگو سال فصلی تو احسان چنیں		ز غیب آمد ایں ن و د و ا
از اول تو گیری چو یک حرف "م"		از آخر تو دو حرف ج و ا

ز تا منش گرفتہ تو ایں سہ حروف
مسلسل بنہ "م" و "ج" و "ا"
۴۰ ۱۳ف

دیگر اردو مصنفہ ایضاً

دکن میں تھے مشہور محبوب راج		کوئی انکی تعریف لکھے گا کیا[۶]

اگر ہاں میں کہتا ہوں اتنا ضرور
متانت[1] میں تھے آپ اپنی نظیر
شجاعت[3] میں کم کسی سے نہ تھے
دیانت[5] تھی ایسی کہ بے مثل تھے
حقیقت میں موصوف تھا اِک گہر
ترقی اِدھر اُن کی ہونے لگی
جوانی کے عالم میں ٹوٹا پہاڑ

اونھیں جسنے دیکھا بہت خوش ہوا
لیاقت[2] کا خوب اُنکی سکّہ چلا
فراست[4] میں تھا رنگ اُنکا نیا
ذہانت[6] تھی ایسی کہ ڈنکا بجا
انھیں چھ گہر نے کیا کیا سے کیا
اودھر اُن کا دشمن فلک بنگیا
قضا نے کیا اُن کو سب سے جُدا

ہوئی فکر تاریخ احسانؔ کو جب
تو بس چھ گہر[۲۲۵] کو اکٹھا کیا

۲۲۵ + ۲۲۵ + ۲۲۵ + ۲۲۵ + ۲۲۵ + ۲۲۵

۱۳۵۰ ہجری

قطعۂ تاریخ مصنفہ جناب رائے بنسی لال صاحب احسنؔ داماد خورد راجہ گردھاری پرشاد محبوب نواز ونت باقیؔ

کیا ہو منی بھی تم ہی جادو نظر تھے تم
محبوب تم دلوں کے تھے اور نیک نام
ہر بات میں تمھارا ہے رہتا بس خیال
سب لوگ چھوٹے تم سے تم سب سے چھٹ گئے

یا نام کے سبب سے محبوب عام میں
تھا کیا اثر الٰہی اس پیارے نام میں
یاد آتی ہے تمھاری ہر ایک کام میں
پایا ہے تم نے آرام اب فات ام میں

تاریخ دے رہی ہے یہ احسن پتہ ہمیں
محبوب آج تم ہو بیکنٹھ دھام میں
۱۳۵۰ھ

قطعۂ تاریخ طبع زاد عالیجناب نواب اختر یار جنگ بہادر اختر مینائی خلف حضرت
امیر مینائی مرحوم مغفور

رحلت محبوب نے اک حشر برپا کر دیا
ہر جگر افگار ہے۔ ہر آنکھ ہے خونبار آج
ہاتھ آیا ایک اختر مصرعِ تاریخ فوت
اٹھ گئے بیوقت کیا محبوبِ دل محبوب آج
۱۳۵۰ھ

قطعہ تاریخ طبعزاد جناب منشی رام پورن صاحب انتظار خیرآبادی ضلع سیتاپور اودھ - تلمیذ جناب ثاقب لکھنوی

اپنے کیا غیر بھی یہ سن کے خبر	صدمۂ دل سے ہو گئے غمگین
بے سر امن انتظار لکھو	ہے ہے محبوب راج خلد نشین

قطعہ تاریخ طبعزاد جناب رائے بالا پرشاد صاحب منتظم دفتر صدر محاسب سرکار عالی

ہوئے محبوب راجا حق سے واصل	بڑے اوصاف کے صاحب سخن تھے
لکھی بالا نے یہ تاریخ رحلت	مجسم خوبی اخلاق و گن تھے

۱۳۵۰ھ

تاریخ طبعزاد جناب مولوی محمد عبدالحلیم صاحب بشر حیدرآبادی خلف حضرت مولوی محمد عبدالعزیز صاحب مرحوم برادرزادہ حضرت عاشق علیہ الرحمہ

تاریخ فارسی

نوجوان فرزند باقی سوئے عقبیٰ شد روان	شاعر نامی امیر خوش وضع نیک بود
با دل محزون بشر تاریخ فصلی زد رقم	رفتہ از دار فنا محبوب راج اہل جود

۱۳۴۰ف

ایضاً اردو

گئے ہائے دنیا سے محبوب راج	فلک تو نے یہ داغ کیسا دیا
تبشر سال اس سانحہ کا لکھو	صد افسوس محبوب نے کی قضا
	۵۰ ۱۳ـــ

ایضاً در نثر در صنعتِ صوری فضلی معنوی عیسوی

تیرہ سو چالیس فصلی میں محبوب راج جلد فوت ہو گئے

۴۰ ۱۳ف ۳۱ ۱۹عیسوی

قطعۂ تاریخ طبع زاد جناب منشی رالالتا پرشاد صاحب ہما لکھنوی

بوقت اجل نصیب زجہان رفت	شد خاک بہار نوجوانی صد وائے
از روئے ہجر کن رقم سال ہاں	افتادہ گل از باد خزانی صد وائے
	۴۰ ۱۳ف

قطعۂ تاریخ طبع زاد راے پرتھی راج صاحب بی۔اے جی انسپکٹر محبوب نگر راغب
خلف اکبر راے بایادورا بیکنٹھ باشی نسبۂ راجہ گردھاری پرشاد محبوب نواز ونت باقی

نادر محبتوں کے زندہ نظیر تھے
کی میں نے غور تاریخ نکلی زبان سے

سہتے ہیں ہم جدائی محبوب راج حیف
بیوقت موت آئی محبوب راج حیف

۱۳ ھ ۵۱

قطعۂ تاریخ از نتائج افکار جناب راے کھنولال صاحب نائب سرزی یاب
نظام سادس دکن خلد آشیان و ٹائٹل یافتہ مہامنڈل (کنبدہ)
و مالک مطبع بہار اودھ لکھنؤ گلی محلہ

اے سپہر پیر یہ کیسا ستم تو نے کیا
سن اور یہ دن یہ دکھلایا خدا دشمن کو بھی
پاک صورت نیک سیرت خوش خصال شیریں سخن
کیا گذرتی ہوگی اسکی والدہ کی جان پر آہ

ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا دل عالم او بدنما
اف جوانا مرگ عشق آتا ہے جب یاد آئی
دل کو کرتا تھا مسخر اسکا لطف و انجا
خون کے آنسو بہاتا ہو قلب نامراد

رام لچھمن کی جگل جوڑی گئی کیسی بچھڑ
ہوگیا پیک اجل ظلم و ستم میں میگھناد

صبر دے نرسنگھ راجہ کو خداوند کریم
اٹھ گیا جسکا جوان بھائی وحید الاعتقاد

یہ خبر وحشت اثر جسنے سنی آنسو بھر آئے
غش ہوئے اپنے پرائے دیدۂ شیخ و زہاد

انکی بیوی انکے بچوں کی نہ حالت پوچھئے
ہوش جاتے ہیں وہ سین آجاتا ہے جس وقت یاد

آٹھ دن بیمار رہکر بسگیا شیو گرو
چار آبادی بیاباں کر دیا قصر مراد

وائے قسمت مجھکو بھی یہ غم پڑا ہے دیکھنا
گود کا کھیلا جوان مرگ کر کہے تو خیرباد

واقعی اسکی مشیت سے کوئی چارہ نہیں
اٹھ گئے دنیا سے لقمان و فریدون و قباد

صبر دے مرحوم کے خویش و اقارب کو خدا
ایسے کاری زخم کو ہوگا ہی ہم سفاد

مصرع تاریخ ثاقب کہ لکھے سر ہوگئے
دانش و فیاضی و اخلاق و جود و علم و داد

سمبت بکرم ۱۹۸۸

ایضاً

ہوگیا وہ مونہا اقبال و ریکھ باش
قابلوں سے قابلیت کا جو لیتا تھا خراج

ثاقب مجرم و نے لکھا مصرع سال وفات
وائے دل خلد بریں کو چل بسے محبوب راج

۱۳۴۰ ف

ایضاً

ہے ہے جوانا مرگ قیامت سے کم نہیں
اس سانحہ کو سن کے نہ کیوں سب کا دل بھر آئے

بیساختہ رقم کیا ثاقب نے سال مرگ
محبوب راجہ خلد نشاں ہائے ہائے ہائے

۱۳ ـــ ۵۰

قطعۂ تاریخ طبعزاد از قلم حقیقت رقم دُرّ الشعراء کنور بھوشن منشی رام سہائے صاحب تمنا سرفرازی یافتہ حضور نظام سادس دکن حضرت غفران مکان علیہ الرحمہ ایڈیٹر دربار لکھنو

افسوس رنج و ماتم و غم کا ہے یہ مقام
منہ فق ہوا ہے صبح کا گریاں ہے چشم شام

محبوب راج راجہ کی رحلت سے ہائے ہائے
ملک دکن میں ماتم ہے خاص و عام

بھائی بڑے جو راجہ نرسنگھ راج ہیں
حسرت سے اب تو انکی زباں پر ہے یہ کلام

قوت جو میرے بازو کی تھا اُسے چھوٹا
مشکل ہے اب تو صبر و تشفی کا انتظام

بیوہ جو ہے روتی ہے ہر وقت سسکتے ہیں
کیوں جلد قصہ عمر بسر کا ہوا تمام

بیکار ہجر لخت جگر میں ہے زندگی
حیراں ہوں میری موت کا آیا نہ کیوں پیام

باقی کا نام زندہ و باقی جو رہ گیا
نورِ نظر بھی اُن کا گیا سوئے سرگ دھام

پہلے تو سب کو رحلتِ باقی کا رنج تھا
اب رنج چھوٹے لڑکے کا صدمہ ہے لاکلام

نرسنگھ راج راجہ کو واجب ہے صبر اب
ان کو سنبھالیں کام بھی ہے [illegible] کا کام

پژمردہ دل نہ کیوں ہو تمنائے زار کا
لوٹا اجل نے ہائے جو میوہ ابھی تھا خام

اس حادثے کی لکھوں میں تاریخ کس طرح
ہجری ہے سال ہجر۔ رہے گا یہ غم مدام

تاریخ لکھ دے تو بھی تمنا بصد ملال
محبوب راج راجہ کی ہے فرقت ابدوام

۱۳ ھ ۵۰

قطعہ تاریخ طبع زاد عالیجناب مولوی شاہزادہ اختر مرزا صاحب عرف اُن صاحب

جگر لکھنوی

کیوں نہ سن کے یہ خبر ہر بشر مغموم ہو
واقعی یہ روزِ بد اللہ نہ دشمن کو دکھائے

لکھ دیا کلکِ جگر نے مصرعِ سالِ وفات
ایک جوانا مرگ کا گھر گھر ہے ماتم ہائے ہائے

۱۳ ھ ۵۰

تاریخ طبعزاد عالیجناب جلیل القدر حضرت نواب فصاحت جنگ بہادر جلیل استاد السلطان

ہزار حیف کہ محبوب آج بھی نہ رہے
وہ نونہال تھے گلزار رحمت باقی کے
وہ بادۂ سخن جانفزا کے متوالے
سخن شناس تھے خوش فکر تھے سخنور تھے
وہ انکی صورت دلکش وہ سیرت محبوب
وفا پرست تھے احباب کے فدائی تھے
ستم ہے آئی قضا عین نوجوانی میں
کلیجے ہو گئے اس سانحے سے صد پارہ

وہ قصر خلق کے روشن چراغ بھی نہ رہے
وہ میگسار تھے اُس ذی وقار ساقی کے
مزے بہار معانی کے لوٹنے والے
ریاض لطف و مروت کے وہ گل تر تھے
وہ انکا حسن تکلم وہ صحبت مرغوب
در یگانہ دریائے آشنائی تھے
کچھ اور دن نہ رہے دار فانی میں
مگر مشیت و حکم خدا میں کیا چارہ

جلیل کی ہے یہ تاریخ ناوک قاتل
کہ آج دل غم محبوب سے ہوا بسمل
۱۳ ھ ۵۰

قطعہ تاریخ طبع زاد راہ پرومن راج صاحب حسرت حیدرآبادی خلف رائے بشن لال صاحب

(نتیجۂ راجہ باقی مرحوم)

تھے صاحب فضیلت اور صاحب علم
اور یکسو تھے سربسر وہ [illegible] تھے

حسرت نے فکر جب کی تاریخ یہ ہوئی
محبوب راج ماموں حشمت پناہ تھے

۱۳۴۰ ف

اشکِ غم

از جناب حکیم جگناتھ پرشاد صاحب حشمت پروپرائٹر دکن پنچ

ملک و ملت کو ترے دم کی بہت احتیاج تھی
آہ اے جان شرافت آہ اے محبوب راج

اس جوانی میں ترا دنیا سے کر جانا سفر
خون کے آنسو میں بہتی ہی گئی بے ہنگام عمر

واسطے احباب کے ہے باعث حرمان و بکا
موت کی آغوش میں افسوس سو جانا ترا

گو تجھے ہم آج تک کس کس کرنے سے کام نہیں
وہ ترا زور تخیل وہ اچھوتی بندشیں

تیرے پہلو میں نہاں تھا اک خزانہ درد کا
منبع اوصاف تھا تو پیکر اخلاق تھا

تیرے دل کے آئینہ میں جو ہر نایاب تھے
کر دیا جس کو مجلی اور فیض شاد نے

کس نے دیکھا تھا نوشتہ خامۂ تقدیر کا
تو یکایک سطح ہوجائیگا ہم سے جدا

دیکھ حشمت مرگ بے ہنگام عبرت خیز ہے
کس قدر دنیا کا ہر ذرّہ فنا انگیز ہے

قطعات تاریخ طبع دیوان بشن سنگھ صاحب نشتر سعید آبادی مصنف سنہرا ناول ومکاتبات عشق وغیرہ

قطعہ

بادِ خزاں سے گل ہوئی شمع حیات
دنیا سے اپنے گھر گئے محبوب راج

نشتر نے لکھا کر کے تم یوں فرق زار
افسوس رحلت کر گئے محبوب راج

۱۳۵۰ھ

ولہ بصنعت ضرب

مرگ محبوب راج نے اس سال | کوہ غم قلب پر گرایا ہے
تو رہے اور نوجوان مریں | اے فلک کب یہ تجھ کو زیبا ہے
راجہ نرسنگراج ہیں بیدست | قہر تازہ جو تیرا ٹوٹا ہے
آہ فصل بہار میں تو نے | رنگ دورِ خزاں دکھایا ہے
ٹیس سی ٹیس ہے کلیجہ میں | درد سا درد دل میں اٹھتا ہے
آہ کس عالم جوانی میں | بھائی نے داغ غم دکھایا ہے
"موت" اور وہ بھی۔ نوجوانی میں | جتنا غم ہو الٰہی تھوڑا ہے
سال رحلت جو انکا ہاتف سے | نفس سرد کھینچ کے پوچھا ہے

کلک نے پانچ بار اے خوشتر
"آہ محبوب راج" ۔ لکھا ہے

۲۶۸ × ۵ = ۱۳۴۰ف

سنہ ۱۳۴۰ف

قطعۂ تاریخ طبع زاد مولوی سید رحمت اللہ صاحب حسینی خوشتر

چاہتوں کو چاہنے کی عادت بھگوان ہے
اور قدرت چاہتوں کی راحت بھگوان ہے

مرحبا نام کی محبوب گریاں فضول
جلد بھیجے مرہم وہ جنکو چاہت بھگوان ہے

سنہ ۱۸۵۳ سکے — سنہ ۱۳۵۰ ہجری

قطعہ تاریخ طبعزاد جناب مولوی سید حسن صاحب ذوقی حیدرآبادی ملازم محکمہ (نظامت پیشکاری)

تو محبوب راجہ تھا مطلوب راجہ
اور تیرے ہر اک شخص مرغوب راجہ

کہا کلک ذوقی نے سال رحلت
کہ دل پہ ہوا داغ محبوب راجہ

۱۳۵۰ھ

یاد مرحوم

از جناب رائے اپرپتی راج صاحب سکسینہ رفیق لا اسٹوڈنٹ نبیرۂ مہاراجہ گردھاری پرشاد محبوب نواز ونت باقی

یک بیک افسوس کیسی گھر آفت آگئی
قوم پر کیا یاس و حسرت کی گھٹا اب چھا گئی

خود گئے کیا آرزوئیں سینکڑوں کی لیگئے
کیا کہیں ہم گھر کی رونق کیا رہی اور کیا ہوئی

اٹھ گئے محبوب راجہ دار فانی سے صد حیف
موت کو بھی انکی صورت اور سیرت بھا گئی

ایسے اچھے بھائی تھے یہ بھائیوں میں لاجواب
دیکھتے ہی دیکھتے کس کی نظر یوں کھا گئی

ہائے اب جڑ کٹ گئی نخل تمنا کی شفیق
جو کلی حسرت کی کھلنی تھی وہی مرجھا گئی

تاریخ نثر جناب رائے رگھونندن راج صاحب جیسبور آبادی خلف رائے کشن لال صاحب مرحوم

رائے محبوب راجہ رحلت کرد

۴۰ ف ۱۳

قطعہ تاریخ طبع زاد جناب بابو جوالا پرشاد صاحب نجم
لکھنوی شاگرد جناب نائب لکھنوی

واقعی اس سانحہ کا غم کہا جاتا نہیں
حیدرآباد دکن بھر میں بپا ماتم ہے آج

منہ سے بلبل کے سنا یہ نوحہ تاریخ مرگ
چلدیئے بیکنٹھ لوتب چھوڑ کر محبوب راج

۴۰ ف ۱۳

قطعہ تاریخ طبعزاد جناب صاحب رائے صاحب رفیق حیدرآبادی

کہدیا ہاتف نے یہ تاریخ صوری معنوی
واقعات موت کہدے اے رفیق ہوں برمحل

عمر کی کچھ حد نہیں پیچھے ہوں بوڑھا یا جوان
طے مسافت کرتے ہیں ملک عدم کی اٹل

کیا خطا تقدیر کی ہے شکوہ تدبیر کیوں
اپنا فعل اپنا ہے دشمن یہ ہے انجام عمل

حبس دم سینہ میں بلغم قبض معدہ ضعف دل
جمع سامان ہوگیا تھا موت کا بس جانگسل

وید حکما ڈاکٹر سب اپنی اپنی کر چکے
ہاتھ ملکر کہدیا افسوس ہے مرض اجل

آٹھ دن بیمار رہکر داغ دل پر دے گئے
یک بیک محبوب راجہ آنکھ سے ہو کر اوجھل

بیٹا گئے بھائی گئے بابا گئے کہتے ہیں سب
سینہ کوبی کرتے ہیں ماتم کا یہ ہی ماحصل

شان و شوکت لیگئے بیتاب کو کر گئے
سو گئے مرگھٹ میں جا کر چھوڑ ایوان و محل

صبر دے پسماندگاں کو رحم فرما اے کریم
جز ترے کرتا ہے کون آسان آخری مشکل کا حل

لاکھ ٹالے کب ٹلے جو کچھ بدا تھا ہونا
اور بدھاتا نے لکھا قسمت میں یہ وزان

چوتھی آبان پنجشنبہ قہر جان محبوب میں
ایکہزار اور تین سو چالیس فصلی ہے اجل

۱۳۴۰ ف

قطعہ تاریخ طبعزاد جناب راے راجہ صاحب ساقی خلف اکبر راجہ نرسنگھ راج بہادر
نبیرہ راجہ گردھاری پرشاد محبوب نواز ونت باقی مرحوم

چچا چھوڑ کر سب کو راہی ہوئے
گئی گھر کی رونق گیا گھر کا تاج

یہ تاریخ ساقی کی ہے واقعی
سخن سنج یکتا تھے محبوب راج

۱۹۳۱ ع

قطعہ تاریخ طبعزاد جناب مولوی علی محمد صاحب قیصر خلف جناب پیارے صاحب لکھنوی

حیدرآباد دکن میں کیا قیامت آگئی
فرط غم سے ہر کسی کی زباں پر ہائے ہائے

بادل زار اسکا سال مرگ لکھ دے قیصر
اٹھ گئے محبوب راجہ دل نہ کیسے بیٹھ جائے

۱۳۴۰ ف

قطعہ تاریخ

قطعہ تاریخ بطور دعا بجناب معلی القاب راجہ راجایان کشن پرشاد بہادر یمین السلطنت کے سی آئی ای جی سی آئی ای پیشکار و صدر اعظم باب حکومت سرکار عالی المتخلص شاد دام اقبالہ

دیا چاہنے والوں کو غم بلا کا — جوانی میں موت آئی محبوب راجہ

رہے آٹھ دن صرف افسوس بیمار — نویں دن خبر پہنچی مجھکو دل افگار

کہ کہتے ہیں عالی یہ فرزند باقی — کہ محبوب راجہ نے اس دم قضا کی

اچانک جب ایسی خبر مجھکو پہنچی — کہوں کیا جو حالت ہوئی میرے دل کی

ہوا غم کہ مبہوت سا رہ گیا میں — بہے اشک آنکھوں سے اور چپ رہا میں

تمہاری جوانی تمہاری محبت — تمہارا وہ خلق اور علمی لیاقت

ظرافت تھی دل میں تو زندہ دلی تھی — ہمیشہ لبوں پر تمہارے ہنسی تھی

جو غم بھائی بچوں کو ماں کو ہوا ہے — ستم بیوہ بیوی کا اس سے سوا ہے

غرض تم میں راجہ بہت خوبیاں تھیں — تھے محبوب دل تم میں محبوبیاں تھیں

دِلوں کو لبھانا تمھیں یاد تھا خوب
حقیقت میں سب کے دِلوں کے تھے محبوب

ہوئی فکر مجھ کو کہ تاریخ لکھوں
تھا مغموم میرا بہت قلب محزون

تو اُس وقت اے شاد ہاتف یہ بولا
دیا آپنے داغ محبوب راجہ

۱۳ ھ ۰

قطعۂ تاریخ طبعزاد جناب منشی رانبیکا پرشاد صاحب شمس

خلفِ دیوان رام لال مرحوم تلمیذ جناب تائب لکھنوی

اِس خبر کو سُن کے رخصت ہوگئے ہوش و حواس
گر پڑے آنسو نظر آنے لگا عالم سیاہ

شمس ازروے اجل تم لکھدو تاریخ وفات
رفتہ از دار الفنا محبوب راجہ آہ آہ

۱۳ ف ۴۰

قطعۂ تعزیت مصنفہ جناب رائے گوپال کشن صاحب شفیق حیدرآبادی صدر مدرس

کایستھ پاٹھ شالہ حسینی علم حیدرآباد دکن

جوانی میں داغ جدائی دیا
ہوا کس لئے اتنا برہم مزاج

برادر پسر خویش سب چھوڑ کر
روانہ ہوئے سوئے فردوس آج

یہاں سے روانہ ہوئے غیر وقت
نکالا کہاں کا یہ اُلٹا رواج

شفیق و رفیق و اعزا سبھی
ترستے ہیں صورت کو محبوب راج

ستم ہے ستم گو جوانی کی موت
مشیت یہی تھی تو پھر کیا علاج

رضائے الٰہی میں چارہ ہے کیا
بس اے دل ہے اب صبر کی احتیاج

فریضہ یہی ہے ہمارا شفیق
کریں مغفرت کی دعا حق سے آج

تاریخ طبع زاد جناب رائے لچھمن پرشاد صاحب سکسینہ المتخلص بہ صدر لکھنوی

خلف رائے نوبت رائے صاحب مرحوم ساکن محلہ بازار کھاری باؤلی شہر دہلی

تاریخ فارسی

چوں پسر اصغر باقی جنت مکاں | شد ز جہاں چار سو یافتہ غمہا رواج
صدر حزین و شد از پئے تاریخ سال | گفت زہ آفاق رفت راجہ محبوب راج

۱۳ ف ۴۰

ایضاً فارسی

ز جہاں چو ناگہاں شد پسر چہار باقی | ز وفور درد ہا سر سنگ و خشت رفتہ
پئے سال انتقالش بنوشت صدر محزوں | محبوب راج راجہ بسوئے بہشت رفتہ

۳۱ ۶ ۱۹

قطعہ تاریخ طبع زاد جناب رائے گردھن پرشاد صاحب متخلص بہ عاجز خلف رائے ٹھاکر پرشاد صاحب نظم مرحوم

اس گئے گزرے زمانہ میں فلک | اک غنیمت تھا دم محبوب راج
تونے ایام بہاری ہیں مگر | ہم کو دکھلایا غم محبوب راج
کیوں نہ ہو اپنے لئے تا زندگی | روح فرسا ماتم محبوب راج

کسطرح یہ خامۂ عاجز کرے
آہ اظہار غم محبوب راج

از سر حیف اُنکی تاریخ وفات
لکھدیا ہے ہے غم محبوب راج

۱۳۰۴ ف

قطعۂ تاریخ فارسی طبعزاد نیاز بہار راجہ نرسنگہ راج وہما عالی

از برادر جدا شدم حیف
آمدش چوں قضائے ہنگام
آں مرا بود قوت بازو
در محبت نداشت مثل و نظیر
حق تعالیٰ درین جہاں کس را
از فراق چنیں رفیق عزیز
گفت تاریخ ہاتف اے عالی

رفت بر جان من ستم بے حد
من شدیدم غم والم بے حد
مضطر از مرگ او شدم بیحد
با وفا صاحب کرم بے حد
ندہد ہم چنیں الم بے حد
اضطرابست دم بدم بے حد
راجہ محبوب داغ غم بے حد

۱۳۰۴ ف

قطعہ تاریخ اردو مصنفہ الصغا

قضا نے کیا تم کو اپنا نشانا
گدا اور سلطان گئے جس ڈگر پر
نہ تھا وہم تک یہ کہ آجائیگی موت
نہ حسرت نہ ارمان کوئی دل کا نکلا

جہاں میں پنپنے نہ تم پائے محبوب
اسی پر ہے نقش کف پائے محبوب
قضا لیگئی تجھ کو سوئے امجبوب
ابھی تو سفر کی نہ تھی رائے محبوب

یہ حسرت بھری نکلی تاریخ عالی
تمنا نہ نکلی تری ہائے محبوب

ھ۰ ف ۱۳

دیگر قطعہ تاریخ مصنفہ الصغا

محبوب راج میرے پیارے رفیق بھائی
شعور میں سب سے بہتر تھے سب سے بڑھکر
معلوم تھا نہ ہم کو وقت آئیگا تمہارا

گھر بھر کی روشنی تھے تم تھا انہیں سے اُجالا
محفل میں شمع جیسے گلشن میں جیسے لالا
بیوقت موت سے یوں ہی پڑ گیا پالا

یوں دیکھے دم بہ ہی بھائی کہیں بند تم نے آنکھیں — کیا زہر تھا مرض میں یا ڈس گیا تھا کالا

موجود سب تھے لیکن کوئی نہ کام آیا — قائم رہا نہ کوئی دم بھر ترا اجالا

مرنے سے تیرے بیجاں سب دوست ہو گئے ہیں — نیکو مرتے ہیں سب مرنا ہے یہ نرالا

رو رو کے ہیں عالی تاریخ یہ نکالی

محبوب تو نے کیسا ہے موت مار ڈالا

۱۳ ھ ۵۰

قطعۂ تاریخ طبعزاد جناب رائے بھیروں پرشاد صاحب بالقابہ سابق مدرس مدرسہ

کمشنر علاقہ سرکار عالی

یہ دل بیتاب کیوں ہے درد کیوں رہ رہ کے اٹھتا ہے

یہ کس کی یاد آئی۔ کس کے غم میں چشم پُرنم ہے

در و دیوار پہ یہ کس لئے حسرت برستی ہے

یہ سب معصوم کیوں ہیں سوگ کس کا کس کا ماتم ہے

وہ نورِ خانداں محبوب راجہ نام ہے جن کا
انھیں کی موت حسرت ناک ہے اور باعثِ غم ہے

وہ شاعر تھے، وہ لائق تھے وہ تھے خیرِ مجسّم بھی
وہ تھے محبوب ہم سب کے ۔ انھیں کا ذکر ہر دم ہے

غضب ہے ماں پہ ٹوٹا ۔ بھائی غم سے سینہ بریاں ہیں
عزیزوں میں جسے دیکھو بنا تصویرِ ماتم ہے

غضب کا سین ہے ۔ معصوم بچے چھوٹے چھوٹے ہیں
خدا ہی صبر دے ان سب کو وہ راحم ہے ارحم ہے

یہ میں کیا لکھ رہا ہوں خواب ہے یا واقعہ سچّا
جنوں ہے، خبط ہے، تاریخ ہے، یا نوحۂ غم ہے

ندائے غیب قابل صبر کا دل چیر کر آئی
سنِ رحلت بھی لکھ دو ۔ غمِ محبوب ہر دم ہے

۱۳۵۲ - ۲ =

۱۳۵۰ ھ

قطعہ تاریخ طبع از جناب رائے گر پرشاد صاحب صیغہ دار مجموعہ نظم محبوب مرحوم مبارک

ظلم و ستم بپا ہو گیا تیرا مجھ سے اے چرخ — ڈھایا تو نے غم کا اک آسمان سر پر

وہ کونسی ہے ہستی شاکی نہیں جو تیری — انس و جن و ملک سب کانپتے ہیں تھر تھر

سیارات نظام شمسی گردش میں رات دن ہے — ارض و خور و قمر تک سب کھا رہی ہیں چکر

بھاتی نہیں ہے تجھ کو یکجائی دو دلوں کی — خلقت ہوئی ہے تیری کیا اسلئے ستمگر

باقی کے دو تھے فرزند کلیگ کے رام لچھمن — ہر سنگ راج اکبر محبوب راج اصغر

یک جان اور دو قالب تھے دونو یہ برادر — افسوس ہے یہ جوڑی بھائی نہ تجھ کو آخر

محبوب چھوٹے بھائی تھے اسم با مسمی — اخلاق کے تھے پتلے شیریں زبان سخنور

ان کو جدا کیا تو افسوس ہائے افسوس — بھائی سے خانداں سے سنسار سے جہاں سے آخر

بوڑھا جوان بچہ بیگانہ اور یگانہ — جانکاہ واقعہ سے ہر ایک ہے متاثر

ہے دخل کس کو تیری قدرت میں ہے یا مالک — یہ امر ہے مسلم کرتا ہے سب تو بہتر

مرحوم روح کو تو آنند دے خدایا — پسماندگوں کو انکے اور صبر بھی عطا کر

انسانی زندگی کا مقصد ہوا یوں حل ہے — محبوب اور باقی واصل ہوئے بالآخر

۴۰ ف ۱۳

قطعۂ تاریخ طبعزاد راے گردھر راج صاحب خلف محبوب اکبر راے راج بیکنٹھ باشی محبوب

والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا حیف	دل ہے پارہ پارہ غم سے اور سینہ چاک چاک
آگیا غم کے تلاطم میں یہ مصرع ذہن میں	ناخدائے کشتی آسودہ محبوب پاک تھے

سمت ۱۹۸۸

قطعۂ تاریخ طبعزاد جناب مولوی ابوالفرح حافظ محمد جہانگیر صاحب مجیدی فرخی

آغائی ابوالعلائی معتمد ریاست سخن

کب رہی ہے ایک حالت پر ہوا باغ دہر	آج کچھ ہے کل کچھ تھی کل اور ہی اور آج
شادمانی ہے کہیں اور ہے کہیں رنج و الم	ہے یہی قانون دنیا ہے یہی رسم و رواج
نوجواں ہو یا ہو بچہ یا ہو پیر ناتواں	ہو سکا رہتا ہے لیکن ایک حالت پر مزاج
آج تخت و تاج کے مالک ہیں کل زیر قبر ہیں	اور تخت و تاج کے مالک بنے بے تخت و تاج
کس سے درد اپنا کہیں کس سے کہیں اپنا الم	کس سے حال اپنا کہیں کس سے کہیں دکھ آج اپنا
[illegible]	کہہ دے حالات وفات راجہ محبوب تاج

ہوگئے بیمار وہ کچھ ایسے ہنستے بولتے
جو دوا تھی بے شفا تھی جو دعا تھی بے اثر

کیوں نہ ہو فکرِ درماں کیوں نہ ہو فکرِ درد
چارہ سازی میں ہے مصروف بھی تو کیا ہوا

ہائے ہونا تھا جو قسمت میں وہی ہو کر رہا
نوجوانی کا کریں ماتم کہ روئیں خلق کو

داغ دل پر دے گیا اک ہے خلق و حلم کا
نام تجھ سے آج روشن جعفر باقی کا تھا

ہائے تیرے ذکر سے آتا تھا لب پر لطف
نام کل تک تھا جو زینت بخش اوراقِ حیات

تا ابد رنج و الم کہدے سن فیض علی عبدل

دیکھتے ہی دیکھتے بس ایسا کچھ بگڑا مزاج
درد جو تھا لا دوا تھا جو مرض تھا لاعلاج

بھائی کو بھائی کی خاطر بھائی کو بھائی کی لاج
چھوڑ کر آرام و راحت چھوڑ کر سب کام کاج

ٹوٹا بھائی کا جو بازو لٹ گیا رانی کا راج
اے اجل تو ہی بتا ہم کو کوئی تدبیر آج

تیرا کیا کہنا ہے بیکس طاہرِ خوش مزاج
تو بھی تھا بزم ادب کا جگمگاتا اک سراج

آج سنتے ہیں ترا نام ہوتا ہے دل کو اختلاج
آج فردِ خفتگانِ خاک میں ہے اندراج

شاعر کو کب شکوہ و نوجواں محبوب راج

۴۰ ف ۱۳

قطعۂ تاریخ طبعزاد عالیجناب مولوی سید مسعود علی صاحب محوی

حیرت سے آسمان و زمیں دیکھتا ہوں میں | اک دلنشیں کو خاک نشیں دیکھتا ہوں میں
کیا کھینچتا ہوں بار الم جبکہ بزم میں | محبوب آج تجھکو نہیں دیکھتا ہوں میں

۷۱   ۱۳۴۰ ف = ۷۱ - ۱۴۱۱

قطعہ تاریخ طبعزاد جناب رائے سداشیو پرشاد صاحب مضطر حیدرآبادی

قوم کا محبوب تھا محبوب حق وہ ہو گیا | دیکھتے ہم سب رہے عالم بقا کو وہ گیا
چھوڑ کر عز و حشم خویش و اقارب اور سب | چلدیے محبوب تم سب چھوڑ کر تو ہاں رہ گیا
مخزن اخلاق تھے اور معدن فہم و ذکا | یاد کرنے کیلئے یہ ذکر بس یاں رہ گیا
رحلت محبوب کی تاریخ مضطر یوں لکھا | جوہر شیریں کلامی خوب یاں رہ گیا

۱۳۴۰ ف

قطعہ تاریخ طبعزاد جناب مولوی محمد مظفر حسین صاحب سلمہ مظفر

مؤرخ و زمیندار شاہ آباد مصنف بہارستان نجد و گلستان مظفر وغیرہ وغیرہ

مجمع اوصاف و خوبی مصدر لطف و کرم | نیک سیرت پاک صورت وضعدار و خوش مزاج

انکے وہ گوہر روشنی تھی عالم اخلاق میں
نیر برج شرافت بزم رفعت کے سراج

نوجوانی میں سدھارے دفعتہً دنیا سے وہ
دل پکڑ کے رہ گئے احباب انکے ہائے آج

آپ کی اولاد یارب ہمیشہ پھولے پھلے
اور لیا نعمت سے کر لے ایک پہر اپنا کام کاج

فکر تاریخ کی لاحق مظفر ہے یہ لکھ
صاحب اخلاق لائق چل بسے محبوب راج

۱۳۴۰ ف

تاریخ طبعزاد جناب رائے بشیشور پرشاد صاحب منور تخلص بیکس رائے پرشاد خلف دلدار کا افق
مرحوم ساکن بستہ شہر لکھنؤ حال وارد دہلی

مغفور ہیں راجہ باقی ہے پور اصغر
دنیا میں تھے جو کل تک دنیا سے آج اٹھے ہائے

لکھ دے یہ منور تاریخ سال فصلی
دار الفنا سے راجہ محبوب راج اٹھے ہائے

۱۳۴۰ ف

تاریخ طبعزاد عالیجناب مولانا مولوی حضرت سید محمد مہدی بادشاہ صاحب قادری
حسنی الحسینی کلاہ پوش زرین حیدرآبادی

کہہ رہے ہیں چاہنے والے ہوا کیا ہائے آج
گم اچانک ہو گیا پیش نظر جو تھے سرتاج

ہے بیاں افسوس صد افسوس کا یہ سال حال
ہو گیا آہ یہی کہ تھے یہ نوجواں محبوب راج

١٣٥٠ ھ

شعر تاریخی

ہو رہا سب عزیزوں کے دلوں میں اختلاج
دیکھتے ہی دیکھتے دم میں گیا محبوب راج

١٣٥٠ ھ

تاریخ نثر جناب رائے مہندر راج صاحب حیدر آبادی خلف اصغر رائے کشن لال صاحب آنجہانی مرحوم

آہ محبوب راجہ نے داغ دیا

١٣٥٠ ھ

قطعہ تاریخ از نتائج فکر جناب پنڈت ستیشور راؤ صاحب کول متخلص بہ نصرت

اے فلک تو نے یہ کی ہے کس طرح ہم سے دغا
کر دیا محبوب کو کیوں وائے ہا ہم سے جدا

صفحۂ ہستی پہ ظالم! کیا وہ تھے حرفِ غلط؟
یوں مٹانے سے بھلا اب تجھ کو کیا حاصل ہوا

معدنِ لطف و فاق و مصدرِ اوصاف تھے
ہائے قسمت آج انکے غم میں ہے آہ و بکا

کیا بگاڑا تھا ترا، اے گردشِ دورانِ چرخ
ہم سے ظالم! تونے بدلا ہائے کس دن کا لیا

دیکھتے ہی رہ گئے سب ہائے! وہ روشن چراغ
کیا ستم ہے اے خدا! بادِ فنا سے بجھ گیا

دوپہر تھی دن کی جب چھوڑا سرا دہر کو
روز تھا گروار کا، اور ماہ تھا بھادوں کا

شک جو نکلا فکرِ نصرت سے کہوں تاریخ میں
تھا تو راجہ بھی ولے ہر اک کا بس محبوب تھا

۱۸ ۵۳ شکے

ازفکر عالی جناب معلی القاب مولانا مولوی سید علی حیدر صاحب نواب حیدر یار جنگ بہادر طباطبائی المتخلص بہ نظم

کیا ہوگئے ہائے راجہ محبوب
کیونکر غم جاں گسل نہ ہو نظم

مضطر ہیں فراق میں یوں تیرے
شاگرد عزیز تھے وہ میرے

طبعزاد ابو المعالی جناب مولوی سید محمد صاحب وصی صیغہ دار عدالت العالیہ

مرگ شباب ہائے قیامت سے کم نہیں
سال وفات بس فصلی میں لکھے وصی

ہر ایک محو نالہ و آہ و فغاں ہے آج
محبوب راجا جب کا مرے بیکنٹھ میں ہے راج

۱۳ ف ۴۰

طبعزاد جناب مرزا ہمسر صاحب حیدرآبادی تلمیذ حضرت راجہ فنی مرحوم

کیا ریاض زندگی میں آ گئی باد خزاں
ہر طرف آثار یاس کے ہیں چھائے ہوئے

نغمہ سنجان چمن میں آج ہر سو نوحہ خواں
پھول مرجھائے ہوئے غنچے ہیں کمہلائے ہوئے

آج کس کے سوگ میں ہیں چشم تر اہلِ وطن
کس کی خاطر گوشۂ پہلو میں الجھے نعرہ زن

کیوں ہو تاریک نظروں میں زمین آسمان
ہو گیا خورشید پنہاں آج آنکھوں سے نہاں

پنجشنبہ بست و ششم دن کے تھے گیارہ بجے
کیا ربیع الثانی میں محبوب رخصت ہو گئے

فکر دنیا سے کوئی بیکل ہوتا نہیں
رات کا جاگا ہوا وہ بھی لو سوتا نہیں

تھے جناب جنرل اگر وہر جنگ و شمشیر ہے نام
اور چھوڑ دختر رکھے بھگوان سب کو شاد کام

لائق و فائق کی وہ جناب علم و ہنر
بس ہی راجہ باقی مرحوم کے چھوٹے پسر

قوت بازو تھے یہ نرسنگھ راجہ گر یقیں
رہتے تھے یہ دو برادر ان جگہ مسند نشیں

سلسلہ مرحوم کا ملتا ہے راجہ رام سے
کیسے باقی ہے بچا اس گردش ایام سے

سالِ رحلت لکھ دے ہمدم کیوں ہے آشفتہ مزاج
نوجوان شاعر حسین محسن معتبر محبوب راج

۱۳ ھ ۵۰

اظہارِ غم

مصنفہ جناب ہرہر جنت صابر ناجناترا کیشو گیر جی

کیا سبب آج اے دلِ ناکام
ہو گوارا آج جاترا ہیں تمام

آمرے غمگسار سامنے آ
تجھ سے ہے ایک مشورہ لینا

کس سے پوچھوں صلاح تو ہی بتا
کون ہے ہمخیال تیرے سوا

راز یہ کان دھر کے سن لینا
غم کے گلشن سے پھول چن لینا

ایک گنجینہ تھا کہ تھا معمور
پر فضا پر تجلّی و پر نور

اک چمن تھا ہرا بھرا گویا
نہ خزاں کا تھا جسکو ہاتھ لگا

باغباں نے بنا کے گلدستہ
کر دیا مثل راز سربستہ

آخر کار وقت آ ہی گیا
فلک فتنہ گر نہ دیکھ سکا

غالباً آپ نے نہیں سمجھا
سوچئے تو سمجھ میں آجاتا

نارِ غم مشتعل ہے ہر دل میں
نہیں محبوب راج محفل میں

ہائے اے گردش زمانہ ہائے
کون کب تک کہے فسانہ ہائے

کام بگڑا ہوا سنوارے کون
جانے والے کو اب پکارے کون

بیکسی کی زبانِ حال ہوں اب
ہمہ تن صورت ملال ہوں اب

صدمے کب تک سہا کرے کوئی
ہاتھ کب تک ملا کرے کوئی

ابھی دنیا میں کام باقی تھے
سینکڑوں انتظام باقی تھے

رنگ و بو ہو کے اڑ گیا بالکل ۔ اب گلدستہ ہے نہ کوئی گل

شاعر بے مثال کیا کہنا ۔ میرے ناز کی خیال کیا کہنا

دل ہی جسکا مزا اٹھاتا تھا ۔ شور تحسیں لبوں تک آتا تھا

خلق ایسا کہ خلق سے تھا ملاپ ۔ بھائی نرسنگھ راج کے تھے آپ

وہ بھی کیا وقت کیا زمانہ تھا ۔ کس کو معلوم کیا فسانہ تھا

ہر طرح کا علاج تھا جاری ۔ تھی مگر اور مرضیٔ باری

جان لینے کی تھی یہ بیماری ۔ زندگی جس سے ہو گئی بھاری

ایشور سے دعا ہے صبح و شام ۔ رشتہ دارونکو شانتی ہو مدام

ہو نصیب آپکو جو ہو مرغوب ۔ شاد بیکنٹھ میں رہیں محبوب

(یہ تواریخ دیر سے وصول ہونیکی وجہ جلد میں شریک ہو سکیں)

قطعہ تاریخ طبعزاد جناب مولوی بدر مرزا صاحب المتخلص بہ بیگم

با مروت قدر داں عالی نسب والا ہمم ۔ رنج دیکر سب عزیز و نکو گئے دنیا سے آج

مصرع تاریخ یوں بیگم نے فصلی میں کہا ۔ ہو گئے سنسار سے بیکنٹھ میں صبح براج

۱۳۴۱ ف

قطعۂ تاریخ ایضاً

دوست اقارب تمام مضطر الحال ہیں | کہتے ہیں محبوب راج چھوٹ گئے ہم سب سے آج
مصرعِ تاریخ یہ آہ جو نکلی کہا | وہ ہوئے بیکنٹھ باسی چھوڑ کے دنیا کا راج

۱۳۵۰ھ = ۶ - ۱۳۵۶

ہائے بھائی

کیا بھائی اور پیارا بھائی یہ جدا جدا الفاظ ہیں نہیں نہیں۔ لفظ بھائی سب میں ہے اور وہی محبوب ہے۔ کیا یہ وہی نام ہے جو برسوں تک زبان سے نکلکر میرے کانوں میں گونجتا رہا۔ کیا یہ وہی لفظ ہے جو سالہا سال تک کانوں ہی نے نہیں سنا بلکہ آنکھوں نے بھی اس محبوب صورت اور سیرت کو دیکھا کیا۔ مگر ہائے اس پیاری اور مقبول صورت کو دل بھر کر نہ دیکھا نہ کبھی دیکھکر یہ سمجھا کہ وہ اسقدر جلد دیکھتے دیکھتے نظروں سے اوجھل ہو جائیگی ع ہنوز گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

لفظ محبوب کتنا پیارا ہے اسمیں کیا شان محبوبیت ہے۔ ایسے بھائی اور محبوب بھائی کی ہر بات ہر فعل دلکو بھاتا ہے۔ ہائے ایسا بھائی اب بھی کہیں

دنیا میں موجود ہوگا جو میرے بچھڑے ہوئے بھائی کی یاد دلائے۔ اور آپکے بیش بہا بے نظیر اور بے بدل اوصاف سے بھائی بننے کا مستحق کہلائے بھائی محبوب راجہ تم کہاں گئے۔ کیا واقعی تم عارضی طور پر گئے ہو یا مدامی مفارقت کا داغ دیگئے۔ میرا دل نہیں مانتا کہ تم نے مدامی داغ دیا ہو تمہاری محبت میں کہاں تک صداقت تھی یہ میں زبان سے کہنا یا قلم سے لکھنا نہیں چاہتا۔ میرا دل جانتا ہے اور دین و ایمان۔ واقعی تم "برادر عزیز از جان" تھے ایسے برادر حقیقی نہ تھے جنکی شان میں بدقسمت بھائی "دشمن حقیقی" کے حقیر لقب سے ملقب کیا کرتے ہیں تم محبت کی اصلی اور بولتی تصویر تھے جسکی تصویر سے قلب کی حالت بدل جاتی ہے۔ تم میرے حکم و اشارہ کو اپنی تقدیر سمجھتے تھے۔ تم نے عمر بھر میں کبھی میری کسی بات کو نہ ٹالا۔ کبھی مجھ سے ایک لمحہ کے لئے بھی ناخوش ہوئے۔ تمہاری سچی برادرانہ محبت اب کہاں دیکھوں۔ کون دکھائیگا۔ کس جگہ جاؤں اور ڈھونڈوں۔ کون سنائے گا۔ دل مسوستا ہے۔ کلیجہ پاش پاش ہوتا ہے جب تمھاری یاد آتی ہے۔ میں بے قابو اور بے اختیار ہو کر یہ پھڑ الاپتا

اور گھنٹوں روتا رہتا ہوں جب تمہاری محبوب صورت خیالی نظروں کے سامنے پھرنے لگتی ہے۔ "بھائی بنا گھر سونا رے" ہائے بھائی" اچھے بھائی! پیارے بھائی، کیا اسی دن کے لئے محبت کی تھی کیا محبت کا یہی انجام ہونا تھا کہ دم کے دم میں تم مجھسے بچھڑ جاؤ۔ کیا محبت ایسی بری بلا ہے کہ ہر اس کا گاہک تڑپ تڑپ کر جان دے۔ کیا اسی لذت پر عاشقان خدا قربان ہوتے ہیں۔ کیا یہی وہ منزل ہے جو جان کی بھینٹ لیکر اپنا دیدار اور قرب میسر کراتی ہے۔ کیا اسی کا نام عشق ہے اور محبت ہے۔ محبت و عشق حقیقی ہی مستحکم سہی مگر جب دنیوی محبتاں میں یہ غمگساری اور دلگدازمراحل ہیں تو اس کا حال خدا ہی جانے اس لئے ہندی کا مشہور و ممتاز شاعر کہتا ہے۔

پریم پیالا جو پیے سیس دکشنا دے
لوبھی سیس نہ دے سکے نام پریم کا لے

سنت کبیر داس جی

ترجمہ

محبت کا پیالا جو پیئے اُس کو سر کی بھینٹ چڑھانی ہوتی ہے۔ دنیوی حرص و آز

کا بندہ ہر گز نہیں دیکھتا صرف پریم و محبت کا نام لیا کرتا ہے ۔ وفادار
بھائی تم نے جو ایک دفعہ یہ کہا تھا کہ "میرے سامنے اسلئے مرو گے کہ میرا
مرنا نہ دیکھو" وہ کر دکھایا ۔ تم بات کے دھنی تھے ۔ تم نے جو زبان سے کہا تھا
اُسے پورا کر ہی دکھایا ۔ مگر مجھے کیوں تنہا زندہ چھوڑا ۔ انتہائے وفاداری
و محبت میں یہ عمل کیا ۔ ہائے بے وقت منہ موڑنے میں کیوں جلدی کی
مجھے ۳۲ سال کے اس واقعہ عظیم کی خوب یاد ہے جو میری شریک زندگی کی
وفات نے مجھے ترک دنیا و لباس پر آمادہ کر دیا تھا مگر وہ تمھاری ہی
محبت برادرانہ تھی جو گھر میں محبت کی زنجیروں میں باندھکر آزادی کے میدان
میں قدم بڑھانے سے نہ روکتی تو آج یہ روز بد دیکھنا کیوں نصیب ہوتا جو
بھائی اپنے ایسے پرستار محبت بھائی کا فراق و صدمہ سہے اور اپنی آنکھوں
یہ انجام دیکھے وہ جیتے جی جلجائے تو برا نہیں ۔ وہ زندہ دفن کر دیا جائے
تو اچھا ہے ۔ اس کے تڑپنے والے دل کو ذبح کر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے
تو ثواب ہے ۔ اس کو عمر بھر کے اضطراب و بے چینی سے بچانے کے لئے اُس کا
فوراً خاتمہ کر دیا جائے تو حرج نہیں ۔ بھائی تم ہی تو تھے جو ۱۲ سال ہجر میں

پیدا ہو کر میرا ساتھ بچپن کے کھیل کود میں دیا۔ مڈل کی مدرسۂ عالیہ و گورنمنٹ
ہائی اسکول میں تعلیم پائی۔ پنجاب میٹرک میں شریک ہوئے ملازمت
اختیار کرنے کے قبل زراعت کیجانب راغب ہو کر اپنی اس ان تھک محنت
اور کوشش کا عملی ثبوت دیا۔ صبح کے چار بجے سے جو رات کے (۱۲) بجے
تک عام مزارعین کیطرح مصروف بکار رہتے تھے اسکے بعد صنعت و حرفت
کی طرف رجوع کی اور کارخانہ صنایع دکن قایم کرکے اس کو بے انتہا
فروغ دیا۔ اور اپنے ہاتھوں پارچہ بافی کی نئے قسم کے ڈزائین (نمونے)
وضع کئے اور "جاترائے کیشوگیری" میں سب سے پہلے مصنوعات ملکی کی ابتدا
کی اور پھر "جاترائے الوال" میں ایک عالیشان نمایش کے مہتمم منتخب ہو کر
اپنی قابلیت و مذاق خداداد و حسن انتظام کے باعث بے حد مقبول عام و
خاص ہوئے چنانچہ عالیجناب معلے القاب راجایان راجہ سر کشن پرشاد
مہاراجہ بہادر یمین السلطنت دام اقبالہ نے اس کو نظر پسندیدگی سے ملاحظہ
فرمایا اور خود حضرت جہاں پناہی ظل سبحانی حضور پرنور بندگانعالی متعالی
مدظلہ العالی نے بہ نفس نفیس قدم رنجہ فرما کر اظہار خوشنودی فرمایا۔ متعدد

یوروپین و ملکی عہدہ داروں نے اسکی بیحد ستایش کی میرے ہی اصرار
پر تم نے ملک و مالک کی خدمت پر کمر باندھی اور ۱۶ امرداد ۱۳۲۴ف میں
اولاً نائب حکومت اور ۱۴ امرداد ۱۳۳۰ف میں سررشتہ کروڑگیری
میں بوجہ فارغ الامتحان اور موعود الخدمۃ مہتمم ہونے کے خدمت اختیار کی
یہاں ہر ایک سے تمنے ایسا اچھا اور شریفانہ سلوک و برتاؤ کیا جس کی
وجہ سے بوڑھے سے لیکر کم عمر تک اور منشی سے لیکر ملازم جوان تک تمہاری
یاد کرتے اور تمہارے اوصاف پر آنسو بہاتے ہیں۔ آبائی خدمات کے
سلسلہ میں تم سررشتہ دار جمعیت صرفخاص مبارک تھے اور سررشتہ دار و
پیشکار احشام قلعہ ظفرگڈہ ولقح ضلع ورنگل منصبداروں میں تمہیں خاندانی
سلسلہ سے شرکت کا اعزاز تھا تمنے اپنے مالک کی بہی خواہی کو فرض عین
سمجھا اپنے آقا کی شان اور تعظیم میں یوں مدح سرائی کی۔

راحت نصیب ہوگی نہ محبوب کیوں تجھے | عثمان سا بادشاہ دکن حکمراں ہے اب

ایضاً

محبوب حکومت یہ امارت یہ سخاوت | زیبا شہ عثمان علیخاں کیلئے ہے

اسی کے ساتھ کایستھ سبھا کے سکرٹری منتخب ہو کر قومی خدمات نہایت آب و تاب سے انجام دیں بہت سی اصلاحیں کیں۔ اتفاق اتحاد میں جدوجہد کوشش کی۔ کایستھ پاٹھ شالہ اور کایستھ منصبداروں کی انجمن اتحاد باہمی کے عرصہ تک رکن انتظامی رہے۔ قوم کی نسبت تمہارا یہ خیال تھا

شعر مرحوم

قوم کے شیدا ہوا اور قوم ہی پر جان دو
کچھ نہ کچھ آثار چھوڑے جاؤ اپنے نام کے

عالیجناب معلی القاب سر مہاراجہ یمین السلطنۃ بہادر **شاد** دام اقبالہ کے فیض صحبت نے تمہارے آبائی اور پشتینی مذاق شاعری میں سلسلہ جنبانی کی ابتداءً حضرت **شاد** دام اقبالہ کی شاگردی کا شرف حاصل کیا اور پھر حسب ہدایت و ارشاد عالیجناب ممدوح حضرت مولانا مولوی حافظ جلیل حسن نواب فصاحت جنگ بہادر **جلیل** کے حلقہ شاگردی میں شرکت کا فخر حاصل کیا۔ تم مہاراج کی ذات والا صفات سے دلی عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ تمہارے اشعار اسکے گواہ ہیں۔

اب قدر سخن کیا ہو پرساں ہی نہیں کوئی
شاعر کا سہارا بس شاد کا ایوان ہے

گذارے ہیں جس لطف سے شاد نے دن — نہ گزرے گا ایسا زمانہ کسی کا
خدا شاد کو رکھے شاداں و فرحاں — نہیں ایسا اچھا زمانہ کسی کا
دکن کو فخر ہو کیوں نہ کر اپنے صدر اعظم پر — بنے ہیں سیکڑوں مفلس تونگر شاد کے گھر سے

تم ہمیشہ اپنے استاد کے مدّاح اور ثنا خواں رہے۔ انکی خدمت اور آؤ کو باعث سعادت سمجھا۔ تمہارے اشعار سے اس کا ثبوت ملتا ہے

کیا ہو محبوب رقم مدحتِ استاد جلیل — چند ہی دن میں رنگی خوب طبیعت میری
کیوں نہ ہو محبوب کا مقبول اور شیریں کلام — ہے خدا بھی مہرباں اور مہرباں استاد بھی

دیوڑھی عالیجناب سر مہاراجہ صدر اعظم بہادر کے ہر مشاعرہ خاص میں غزل کہنے کا سلسلہ برابر جاری رکھا اور مرنے کے چند دن قبل جو غزل لکھی اسمیں ایسے اثر انداز اور پر درد اشعار لکھے کہ غزل کے ہر شعر پر صدائے آفرین و تحسین بلند ہوئی۔ تمہارا کلام دوست و اعزا کو جو بعد طبع پیش ہوگا وہ بقول تمھارے۔ تمھاری یاد دلانے اور رلانے کے لئے کافی ہے اور تمھارے شناساؤں کے تڑپانے کے لئے بہت کچھ ہے۔

نہیں گر دولت و حشمت تو اے محبوب جانے دو — جہاں میں سب کو یاد اپنی دلائیگا سخن اپنا

تم گھوڑے کی سواری خوب جانتے تھے تو موٹر رانی میں بھی خاصہ ملکہ تھا
کشتی بنوٹ سے خوب واقف تھے تو بندوق چلانے میں بھی خاصی مشاقی
تھی اور تیرنے میں بھی اچھا دخل تھا۔ کھانا پکانے میں مبصر تھے تو کھلانے
کا بھی خاص مذاق تھا۔ تم خودداری کے دلدادہ تھے اور خوشامد سے
ہمیشہ نفرت کیا کرتے تھے۔

عجب غیور طبیعت ہی تیری اے محبوبؔ کسی کی تجھ کو خوشامد ذرا نہیں آتی

بزرگانِ دین کی اطاعت اور خدمت کو باعث برکات و ثواب
سمجھتے تھے۔ صرف ذاتی تجربہ اور معلومات کی بناء پر کسی پر اعتقاد لانا
ازبس ضروری اور کافی خیال کرتے تھے۔ تمھارے دوست تمھارے دلدادہ
تھے تو عزیز بھی فدائی اور غمگسار۔ تمھارا ہنس مکھ چہرہ ابھی تک ہر ایک کی
یاد میں ہے اور سب اسی خوش مزاجی اور زندہ دلی کو یاد کرکے تڑپتے ہیں
مکرمہ معظمہ عالیجنابہ والدہ صاحبہ قبلہ اور بزرگ عزیزوں کی خدمت اور
تعظیم میں تمنے کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ تم کو اپنے والد بزرگوار راجہ گردھاری پرشاد
محبوب نواز ونت باقی پر بجا فخر و ناز تھا اور ہمیشہ اسکا پاس و لحاظ کرتے تھے

محبوب جسقدر بھی کرو ناز ہے بجا تم اُس کی یادگار ہو جو نام کر گئے

تم ہمیشہ اپنے بچوں کو یہ تلقین و ہدایت کرتے رہے کہ وہ ہر کام میں اولاً
میری اجازت کو مثل اپنی ذات کے حاصل کریں۔ تم نے میرا وہ ادب کیا
کہ آج کوئی لڑکا اپنے باپ کا نہیں کرتا۔ تم نے بھائی کی سچی محبت اور اُسکے
اصلی جذبات کو مکمل کرکے دکھلایا جو آجکل بالکل کمیاب اور نادر ہیں خصوصاً
ایسے زمانے میں جبکہ برادرانہ محبت کا قحط الرجال ہے اور حقیقی بھائی پن
مفقود ہوتا جاتا ہے۔ خود غرضی پر سب جبتیں اور الفتیں نثار ہو رہی ہیں
اے بھائی ایسی مثال کا قائم کرنا یہ تمہارا ہی کام تھا۔ تم نے ایسی انوکھی
نظیر قائم کی کہ لوگ مجھیں "کلجگی لچھمن" سے تشبیہ دینے لگے اور متعدد خاندان
تمھاری نظیر لیکر اپنے بھائیوں کو تلقین کرتے ہیں تم میں یہ صفات کیوں نہ ہوتے
کہ تمھارا نام اُس پاکیزہ اور مقدس وجود با برکات کا رکھا ہوا تھا کہ جسکو
آجتک دنیا محبوب کہتی ہے اور جس کے پوجنے سے ہر مذہب و ملت کے افراد
تسکین پاتے ہیں وہ آصفجاہ سادس حضرت غفرانمکان علیہ الرحمۃ کی ذات
ستودہ صفات تھی۔ تم نیکیوں کے نمونے تھے کہ مرتے دم بھی نام خدا کا ورد کیا

اور اپنے عزیزوں سے وفات کے دو دن پہلے تقاضائے سیہم کرکے ڈیڑھ
دو گھنٹہ تک ورد کرایا۔ تم نے زمانۂ علالت کی دونوں ملاقاتوں میں
عالیجناب معلّی القاب راجہ راجایان سرکشن پرشاد مہاراجہ یمین السلطنت پیشکار
و صدر اعظم بہادر دام اقبالہٗ سے دنیا کی بے ثباتی، زندگی سے بے خواہشی
اور مالکِ حقیقی سے لو لگانے کے خیالات کو نہایت استقلال اور صفائی سے
ظاہر کیا۔ حالانکہ اُس وقت تنفس زیادہ تھا۔ دم پھولتا تھا۔ دمِ نزع نے
آخر دم تک چین لینے نہ دیا۔ نہ ہی دل بھر کر بات کرنے کی مہلت دی مگر
تم کو جو کچھ کہنا تھا تم نے ۴ مرآبان سنہ ۴ف پنجشنبہ کے دس بجے دن تک
کہہ دیا اور یہ کہتے ہوئے آنکھیں بند کرلیں۔

چل کوچ کا آیا سمے (وقت ۱۲) — سری رام کہہ سری رام کہہ

تو جو شمع ہے تو پروانہ بنا ہوں میں بھی — اُف نہ نکلیگی میں پل مار کے مر جاؤں گا

تصویرِ یار آنکھ میں ہو وقتِ مرگ بھی — زاہد ہمارے حق میں تم ایسی دعا کرو

مکاں میں چھوڑ کے جاتا ہوں لامکاں کی طرف — ہے قصد جانے کا معبودِ دو جہاں کی طرف

محبوب میرے بھی جائے تو پروا نہیں مگر — تا زیست یاالٰہی وہ بے آبرو نہ ہو

میرے دل کی اگر ہے آرزو یارب تو اتنی ہے
کہ نیک انجام ہو خوبی سے میری زندگانی کا

تمہارے خیالات اور سچے جذبات کا اس سے پورا پتہ چلتا ہے

بجز رضا کوئی پتہ بھی ہل نہیں سکتا
بغیر حکم کسی کی قضا نہیں آتی

یہی ہے ریاضت یہی ہے طریقت
نہ بھولے سے تم دل دکھانا کسی کا

تمہاری تعریف عمر بھر بھی کی جائے تو کم ہے اور اس کی تفصیل کیلئے ایک دفتر کا دفتر چاہیئے۔

عمر جتنی ہے مری وہ نہیں کافی کچھ بھی
جتنے انفاس ہیں توصیف میں قاصر ہیں ترے

ایک ستم رسیدہ اور حقیقی بھائی سے بچھڑا ہوا بدقسمت بھائی

نرسنگھ راج

شکریہ

مرحوم برادر عزیز کے تواریخ وفات کہنے میں بزرگانہ اور پر محبت ہمدردی کا جن جن حضرات نے اظہار فرمایا ہے اُس کا میں تہِ دل سے شکریہ عرض کرتا ہوں۔

تواریخ کے دیر سے وصول ہونے اور مالکِ مطبع کی علالت وغیرہ کے باعث یہ کتاب خلافِ توقع دیر میں پیش ہو رہی ہے۔

نرسنگھ راج



مطبوعہ

تاج پریس

حیدرآباد دکن

Date	No.	Date	No.